رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۱

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ ...... [illegible]

ششماہی ...... [illegible]

سہ ماہی ...... [illegible]

قیمت پرانا پرچہ ۳

قیمت فی پرچہ ۲

جلد ۳ | ۳۱ فروری ۱۳۵۳ف | ۵ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ | ۴ مارچ ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۴۷

وائسرائے کی تقریر اور اس کا ردِ عمل

کوئی سیاسی جماعت مطمئن نہیں

ایک مفہوم میں توقع کے مطابق اور ایک مفہوم میں توقع کے خلاف وائسرائے نے سیاسی تقریر کی جو صورت حال کو برقرار رکھتی ہے۔ حالیہ اشارات یعنی مسٹر اسٹنڈوز پابندیوں اور موم میری کی تقریر نے پبلک کو اس بات کے سننے کے لئے تیار کر دیا تھا جو لارڈ ویول نے فرمایا۔ بنگال اسمبلی کی تقریر سے ان رجائی افراد کو صدمہ ہوا جو یہ توقع رکھتے تھے کہ ایک سپاہی مدبر اور انسیری کا سوانح نگار وہ پالیسی اختیار کرے گا جو اس نے چرچل مرکلب کی تقریر میں بیان کی تھی اور تسلیم کرے گا کہ راستے عاملہ تعطل کو دور کرنے کی تامدبیر ہے۔

سارے ہندوستان میں اس تقریر کا کچھ اچھا خیر مقدم نہیں کیا گیا۔ وہ اہم امور جو تنقاد پیش کرتے کیا یہ ہے کہ لارڈ ویول نے قطعیت کی پالیسی کی بعض تعلیم کی ہے اور سیاسی و فوجی حالات کے تغیر کو محسوس نہیں کیا گیا۔ چونکہ ہندوستان کا مطالبہ کانگریسی لیڈر آگے جاتے ہیں بے معنے نہیں ہے بلکہ وائسرائے کی تقریر سے یہ نتیجہ ہے اور ہندوستان ایسے لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے جن پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ مانتے ہوئے کہ مرکزیت نہیں چاہتے کہ کانگریسی لیڈر تو بہ کا لباس پہن کر ان کے سامنے آئیں وہ توقع رکھتے ہیں۔ کانگریسی لیڈر غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیں۔ یہ کہ وائسرائے یہ چاہتے ہیں کہ کانگریسی لیڈر اپنے نقطہ نظر کو بدل دیں گے نہیں اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مگر

وہ اشتراک عمل اپنے شرائط پر چاہتے ہیں جس سے کوئی خود دار انسان متفق نہیں ہو سکتا۔ یہ کہ وائسرائے نے کسی ایسی جماعت کے ہاتھ کو تقویت نہیں پہونچائی جو دوران جنگ میں عارضی حکومت کی تشکیل سے دلچسپی رکھتی ہے بلکہ ضروری سہولتیں فراہم نہ کرکے انھوں نے ہندوستان اور برطانیہ کے مابین یا ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے مابین سمجھوتہ کو دشوار تر بنا دیا۔

آپ نے ہندوستان کی وحدت کے تصور کا جو اعادہ کیا ہے اس سے بجز ہندو فرقہ پرستوں کے کوئی خوش نہیں کیونکہ کوئی ہندو قوم پرست "بینی" حکومت کے تحت اتحاد نہیں چاہتا بلکہ ایک آزاد حکومت کے تحت اتحاد چاہتا ہے۔ بعض حلقے جغرافیائی وحدت کے اشارہ پر تعریفی طور پر مشغول ہیں اور اس کو ہندو مسلم ہم آہنگی میں سد راہ سمجھتے ہیں۔ سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر راجگوپال اچاریہ نے ہندوؤں کو اس جغرافیائی دام متنبہ کیا ہے اور ہندو مسلم سمجھوتہ کی کوشش کو جاری رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔

تقریر کے مضمرات

وائسرائے کی تقریر پر ہندوستان میں جو ردِ عمل ہوا ہے اس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اب ہمیں اس تقریر کے اہم نقاط اور اس کے مضمرات پر تنقیدی نقطہ نظر سے

غور کرنا چاہئے۔

اولاً اس تقریر میں صاف گوئی سے کام لیا گیا ہے۔ وائسرائے نے صاف الفاظ میں کہا کہ دوران جنگ میں حکومت ہند کی ہیئت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ دوران جنگ میں نظم و نسق کا انصرام برطانیہ اور ہندوستان کو مشترک طور پر کرنا چاہئے اور پارلیمنٹ کی ذمہ داری برقرار رہنی چاہئے اور جو لوگ تعاون کرنا چاہتے ہیں وہ اسی بنیاد پر کر سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برٹش پارلیمنٹ کی طرف داری وائسرائے کی تقریر کی تائید کا باعث ہے اور خود لارڈ ویول اس توقع کی نفی ہو رہی ہے کہ دوران جنگ میں سیاسی ترقی ممکن ہے۔

ثانیاً مستقبل میں بھی برطانیہ سے ہندوستانیوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار کی منتقلی ممکن نہیں تاوقتیکہ ہئیت حکومت کی نسبت کوئی سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ نہ صرف ہندوستان کے مابین بلکہ برطانیہ اور ہندوستان کے مابین جب

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱) پر

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۳۱ فروردی سنہ ۱۳۵۳ف	نمبر ۱۴

انسداد رشوت ستانی

خان بہادر مظفر علی صاحب کی تشریف آوری اور محکمۂ انسداد رشوت ستانی کے قیام سے جو توقعات اہل ملک کے قلوب میں پیدا ہوئے تھے افسوس ہے کہ وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں۔ ہر شخص جانتا یا محسوس کرتا ہے کہ رشوت ستانی کا بازار گرم ہے لیکن اس الزام میں کوئی برطرف ہوتا ہے اور بمثل حکومت بہ حیثیت مجموعی اور اعلیٰ افسران سررشتہ محسوس کرتے ہیں کہ رشوت ستانی کی وجہ سے ایک طرف کار سرکار کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور دوسری طرف رعایا پریشان ہوتی ہے۔ لیکن آخر کیا بات ہے کہ اس احساس کے باوجود حکومت اور اعلیٰ افسران سررشتہ اس موذی مرض کے ازالہ میں اپنے آپ کو بے بس اور مفلوج محسوس کرتے ہیں۔ خان بہادر مظفر علی صاحب سے جو دیانت داری اور مستعدی کی روایت میں خاص شہرت رکھتے ہیں اہل ملک کو بڑی توقعات تھیں مگر نہیں معلوم وہ حیدرآباد پہونچ کر کیوں سست پڑ گئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کے ماتحتین سے ان کو خاطر خواہ مدد نہیں مل رہی ہے یا اعلیٰ حکام متعلقہ ان کی حوصلہ افزائی نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر پہلی صورت صحیح ہے تو اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ اگر دوسری صورت صحیح ہے تو پھر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اگر بہی خواہان مملکت آصفیہ کسی عظیم انقلاب سے بے تاب نہیں ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ رشوت ستانی کے موذی مرض کا استیصال کریں۔ ہم پبلک کارکنوں کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ خان بہادر سے ملاقات کریں اور ان سے دریافت کریں کہ کن چیزوں نے انہیں بے عمل بنا رکھا ہے۔ اگر خان بہادر صاحب اس سلسلہ میں حیدرآباد کی صحیح خدمت انجام دینے سے قاصر ہیں تو بظاہر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ حیدرآباد کے خزانہ عامرہ پر ڈھائی ہزار کلدار کا بار ناحق عائد ہو رہا ہے۔

تخفیف مصارف

تقریباً ایک سال سے ہم یہ سنتے آرہے ہیں کہ مصارف نظم و نسق میں ضروری تخفیف عمل میں آنے والی ہے لیکن ہم امکانی تفصیلات کے ہنوز منتظر ہیں۔ تخفیف مصارف کی کوئی خوش خبری آج تک تو سننے میں نہیں آئی البتہ یہ ضرور سن رہے ہیں کہ جدید عہدے ہی نہیں بلکہ جدید محکمے بھی قائم ہو رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جدید محکمے قائم نہ کئے جائیں۔ نئے حالات نئی ضروریات پیدا کرتے رہتے ہیں لیکن ہم یہ بھی سننا چاہتے ہیں کہ کتنے قدیم عہدے برخاست کئے گئے، کتنے الونس مسدود کئے گئے اور بحیثیت مجموعی نظم و نسق کے مواذنہ میں کتنے فی صد کی تخفیف عمل میں آسکی۔ حیدرآباد کے وہ پبلک کارکن جو اپنے کو کانگریسی کہتے ہیں اور جو تخفیف مصارف کا پرزور مطالبہ کر رہے ہیں اپنی کسی مصلحت کی بنا پر تخفیف مصارف کی کمیٹی سے علحدہ رہے اور اس طرح انھوں نے ملک کی خدمت گزاری کے ایک اہم موقع کو کھو دیا۔ زمانہ جنگ میں جبکہ حکومت کا مواذنہ (۱۳) کروڑ سے متجاوز ہو چکا ہے ان بڑھے ہوئے اخراجات کا بار محسوس نہ ہوگا لیکن جنگ کے ختم ہونے پر جبکہ اس کا قوی امکان ہے کہ عام کساد بازاری کا دور دورہ رہے ان اخراجات کی پابجائی کوئی آسان کام نہیں۔ تخفیف مصارف کی کمیٹی کے ارکان کو چاہئے کہ وہ آمدنی کے اس عارضی اضافہ سے قطع نظر کر کے اس زمانے کے لئے اپنی تجاویز مرتب کریں جبکہ ہر طرف کساد بازاری ہوگی۔ کیا ہم سررشتہ معلومات عامہ سے توقع رکھیں کہ وہ اس خصوص میں ایک اعلامیہ جاری کر کے صورت حال سے عوام کو روشناس کرائے گا۔

دو قابل غور امور

مرکزی غذائی مجلس مشاورت حیدرآباد کے گزشتہ اجلاس میں حسب ذیل دو امور زیر بحث رہے

(۱) مولوی بہادر خان صاحب نے فرمایا کہ مملکت آصفیہ غذائی مسئلہ میں خسارہ کی مملکت ہے ہر سال درآمدات کی مقدار برآمدات کے مقابل میں زائد رہی ہے۔ چونکہ جو درآمدات ممکن ہوا کرتے تھے اب ان کی توقع نہیں کی جاسکتی اس لئے حکومت کو چاہئے کہ برآمدات کے مسئلہ میں انتہائی غور اور احتیاط سے کام لے۔

(۲) مولوی محمد عبداللہ صاحب مسرور نے کہا کہ اگر حکومت قیمتوں کے مسئلہ پر نظر ثانی کرے تو ایک طرف عوام کو حکومت کے احکام اور قوانین پر اعتماد نہیں رہے گا اور دوسری طرف ذخیرہ باز قیمتوں میں مزید اضافہ کی توقع میں مال روک رکھیں گے۔

اس خیال کی تائید کرتے ہوئے مولوی بہادر خان نے فرمایا کہ قیمتوں میں اضافہ غذائی مسئلہ کا کوئی مؤثر حل ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ جن علاقوں میں قیمتیں بڑھی ہوئی ہیں وہاں کی حکومتوں کو ذخیرہ بازوں اور نفع اندوزوں کے خلاف ایک مسلسل جہاد کرنا پڑ رہا ہے۔

متذکرہ بالا استدلال سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں

(۱) ایک یہ کہ حکومت کو برآمدات قطعاً روک دینا چاہئے۔

(۲) دوسرے یہ کہ قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کا سختی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔

یہ دونوں امور حکومت سرکار عالی کی گہری اور ہمدردانہ توجہ کے مستحق ہیں۔ ہم ان نظریات سے بالکلیہ متفق ہیں اور ارباب حکومت سے متوقع ہیں کہ وہ ان مسائل پر پوری احتیاط کے ساتھ غور فرمائیں گے۔ یہ امر موجب طمانیت ہے کہ حکومت سرکار عالی نے فصل ربیع کے درآمد ہونے تک برآمدات ملتوی کر دیے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس عارضی التوا سے مسئلہ کا حل نکل آئے گا۔ ہمیں مولوی بہادر خان صاحب کی رائے کے مطابق قوی شبہ ہے کہ برآمدات کی عارضی مسدودی خاطر خواہ نتائج پیدا کرسکے گی یا نہیں۔ اس لئے ہم حکومت سے ایک مؤکد فیصلہ کے متمنی ہیں۔

کرایہ اکلنہ پر کنٹرول کی ضرورت

ہم نے اس سے قبل ایک سے زیادہ مرتبہ ارباب متعلقہ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی کہ کس طرح مالکان اکلنہ اضافہ کرایہ کو مختلف حیلوں سے بنا کر مکانوں کے کرایہ میں من مانا اضافہ کر رہے ہیں۔ ہم نے کرایہ داروں کی شکایتوں کو پیش کرتے ہوئے مالکان اکلنہ کی ان زیادتیوں کا بھی ذکر کیا تھا جو کرایہ داروں کے ساتھ کی جارہی ہیں۔ ہمیں خبر نہیں کہ اس خصوص میں ارباب متعلقہ مالکان اکلنہ کی نفع اندوزی کا

ذخیرہ اندوزوں کے خلاف دس ہزار شہریوں کا عام جلسہ

پٹنہ۔ غذائی کمیٹی کے زیر اہتمام ۹ر فروری کو ایک عام جلسہ مسٹر تجمل حسین ایم ایل اے کی صدارت میں ہوا کہ شہر میں اناج کی کمی کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس پر غور کیا جائے۔ تقریباً دس ہزار آدمی اس جلسے میں شریک ہوئے۔

پٹنے میں راشن بندی اس اصول پر کی گئی تھی کہ ان شہریوں کی ۵۰ فیصدی آبادی کو راشن ملے جن کی ماہانہ آمدنی پچاس روپیہ سے کم ہو۔ ۱۰ر فروری کو یہ تعداد ۵ ہزار سے زیادہ بھی نہ تھی حالانکہ تین لاکھ کی آبادی ہے ۔۔۔ ۵۰ ہزار آدمیوں کو راشن ملنے لگے۔ اگر اس تعداد میں اوسط درجے کی دکانوں اور سرکاری دفتروں کے راشن والے جائیں تو تقریباً پونے دو لاکھ آدمیوں کو راشن ملتا ہے۔ اس سے غذائی حالت تھوڑے دنوں کے لئے بہتر ہوئی لیکن گورنمنٹ کے پاس اناج کا اسٹاک کافی نہ تھا۔ چونکہ حکومت اناج بڑے بڑے آڑھتیوں کے ذریعے خریدتی تھی جو منافع کمانے کے لئے اناج میں ملاوٹ کرتے تھے اس لئے راشن کا اناج بہت گھٹیا قسم کا ملنے لگا۔ ادھر انھوں نے سرکاری دکانوں پر خراب اناج سپلائی کیا تاکہ لوگ راشن بندی کے خلاف ہو جائیں، ادھر چور بازار میں اناج کا بھاؤ بڑھا کر بیس روپیہ من کر دیا اور لوگوں کو راشن بندی کے خلاف بھڑکانے لگے۔ راشن بندی نہ ہوتی تو آج کا بھاؤ بڑھتا۔ سرکاری دکانوں پر اناج بہت خراب ملتا ہے اس لئے لوگوں کو یہ باتیں ماننے میں تامل نہیں ہوتا۔

پٹنے کے شہریوں کے سامنے تین سوال تھے۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزوں کی چال سے آگاہ کرنا، چھپے ہوئے ذخیرے کا پتہ لگانا اور راشن بندی کو کامیاب بنانا۔ یہ کام کئی ٹولیوں نے محلہ محلہ پھر کر اور جگہ جگہ تقریریں کر کے انجام دیا اور غذائی کمیٹی کے والنٹیروں نے دو ہزار من چھپے ہوئے اناج کا پتہ لگایا۔ اس سے لوگوں کو ذخیرہ اندوزوں کی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ ایک پوسٹر میں ایک ذخیرہ اندوز دکھایا گیا تھا جسے لوگ کسان پکڑ کر لئے جا رہے تھے۔ لوگوں میں ذخیرہ اندوزوں کے خلاف اتنا جوش تھا کہ یہ پوسٹر دیکھ کر کئی آدمیوں نے کہا کہ ان کو پکڑنے کے کام میں چلنے کا اعلان ہوتے ہی لگ جاتے۔ اسی مہم کا نتیجہ تھا کہ ۹ر فروری کے جلسے میں دس ہزار شہری جمع ہوئے۔ جلسے میں کامریڈ سیل گپتا، مسٹر جعفر امام ایم ایل اے، مسٹر تجمل حسین اور مسٹر چند سنگھ نے تقریریں کیں اور کہا کہ راشن کی دکانوں پر اناج بہت خراب ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جو راشن بندی کے انچارج ہیں اس جلسے میں موجود تھے۔ تقریر کرنے والوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت عوام کے نمائندوں کے مشورے سے کام کرے اور ذخیرہ اندوزوں اور نفع خوروں کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ مسٹر پانڈے سوشلسٹ پارٹی والے نے کہا کہ کنٹرول توڑ دینا چاہیے اور ہر شخص کو آزاد تجارت کا موقع ملنا چاہیے۔ یہ صاحب ذخیرہ اندوزوں کی وکالت کرنے آئے تھے لیکن مسٹر جعفر امام نے آزاد تجارت کی خوب خبر لی اور بتایا کہ اس سے صرف اناج چوروں اور نفع خوروں کا بھلا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ جہاں کہیں آزاد تجارت کا موقع دیا گیا ہے قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور اناج بازار سے غائب ہو گیا ہے۔ مسٹر گپتا کا ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور ہو گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لوگ اب راشن بندی کے فوائد سمجھنے لگے ہیں اور مخالفت کا زور ختم ہو چلا ہے۔ غذائی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ راشن بندی کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کرے گی۔ (قومی جنگ)

انداد اور کرایہ داروں کی مشکلات کو رفع کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں مسلسل اطلاعیں مل رہی ہیں کہ مالکان مکان کرایہ داروں کو نوٹس دے رہے ہیں کہ یا تو زائد کرایہ ادا کریں یا مکان کا تخلیہ کر دیں۔ ہم نے سنا ہے کہ بعض محلوں میں کرایہ داروں کے خلاف ایک مرفہ ڈگری حاصل کر کے مالکان مکان نے انہیں نہایت بے دردی سے مکان باہر کیا۔ ایسے زمانہ میں جبکہ شہر کی آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور مکانات کا ملنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے موجودہ حال سے فائدہ اٹھا کر مالکان مکان کا بے جا فرض اختیار کرنا کرایہ داروں پر ایک صریح ظلم ہے۔ جو کرایہ دار مالک مکان کی نوٹس پر بھی مکان کا تخلیہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں وہ مقدمہ بازی کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اشیاء کی گرانی کے زمانہ میں مقدمہ بازی کے مصارف کا بوجھ متوسط اور غریب طبقوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ایک امدادی مدرسہ کے مدرس جنہیں تیس روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے آٹھ روپے مکان کا کرایہ ادا کرتے تھے اب پندرہ روپے ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس امر کا اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ نصف تنخواہ کرایہ مکان میں ادا کرنے کے بعد وہ اپنے خاندان کی پرورش کس مصیبت سے کرتے ہوں گے۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات روزانہ پیش آ رہے ہیں۔ یہ نسبت اور طبقوں کے کم تنخواہ یاب ملازم پیشہ طبقہ جس کی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ان حالات سے متاثر ہے۔ ضرورت ہے کہ جس طرح برطانوی ہند اور خود علاقہ سکندرآباد میں کرایہ کنٹرول کا قانون نافذ کیا گیا ہے حیدرآباد میں بھی قواعد مدافعت کے تحت جلد کسی تدبیر سے کرایہ مکان پر نگرانی قائم کی جائے اور عوام کو اس نئی مصیبت سے نجات دلائی جائے۔

اخبارات کی اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ دہلی کی عدالت خفیفہ میں ایک مالک مکان نے کرایہ دار پر نالش کی تھی کہ زائد کرایہ ادا کرے یا مکان کا تخلیہ کر دے۔ حاکم عدالت نے فیصلہ صادر فرمایا کہ دوران جنگ میں نہ تو مکان خالی کرایا جا سکتا ہے اور نہ کرایہ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس قسم کا قانون حیدرآباد میں بھی فوراً نافذ کر دیا جائے اور کرایہ کی شرح وہی رکھی جائے جو سنہ ۱۹۳۹ء میں تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ جب تک حکومت ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گی مالکان مکان کی ہوس نفع اندوزی کا سدباب نہ ہو سکے گا اور غریب و متوسط طبقوں کی پریشانی کم نہ ہوگی۔

کمپنیوں کے قیام سے متعلق جدید حکم

اس میں کمپنیاں محض جنگ ختم ہونے کے بعد قائم رہنے کے امکانات کم ہیں اور جو نفع سرمایہ لگانے والوں کے حق میں غیر مفید ثابت ہوں کی کثرت اور تعداد کو دور کرنے کے لئے قواعد تحفظ

مالک محروسہ سرکار عالی میں قاعدہ ۲۰۰ (د) کا اضافہ کیا گیا تھا جس کی رو سے کوئی نئی کمپنی صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کی منظوری حاصل کئے بغیر قائم نہیں کی جا سکتی بحوالہ بالا قواعد کے ذیلی قاعدہ (د) کے تحت مالک محروسہ سرکار عالی کی رعایا کو اس کی اجازت تھی کہ وہ صرف ان کمپنیوں کے حصے خرید سکتے ہیں جن کی رجسٹری حیدرآباد میں ہوئی ہے بلکہ وہ ان کمپنیوں کے حصص بھی خرید سکتے ہیں جن کا سرمایہ متعلقہ علاقوں کے جائز حکومت کی اجازت سے جاری کیا گیا ہو۔

اس ضمن میں جو تجربہ حاصل ہوا ہے اس کے مدنظر قواعد تحفظ مالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ ۲۰۰ (د) کے ذیلی قاعدہ (۵) میں ترمیم کرنا مناسب خیال کیا گیا تاکہ وہ قانون تحفظ ہند کے قاعدہ ۹۴ (الف) کے ذیلی قاعدہ (د) کے مطابق ہو سکے۔ چنانچہ اس سے پہلے اس ترمیم کا اعلان بھی مقامی اخبارات میں کیا جا چکا ہے۔ لہذا پبلک کی توجہ مذکورہ بالا اعلان کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے اور انہیں ...

سرکار غلہ کیوں خرید رہی ہے

اگر کوئی آپ سے کہے کہ سرکار غلہ اس لئے خرید رہی ہے کہ اس کو حیدرآباد کے باہر بھیجے تو سمجھ لیجئے کہ یہ بات جھوٹ ہے۔ سرکار غلہ اس لئے خرید رہی ہے کہ اس کو مناسب دام پر رعایا کے ہاتھ فروخت کرے۔ چونکہ ساہوکار غلہ کو چھپاتے رہے یا زیادہ دام مانگتے رہے اس لئے سرکار کو رعایا کی خاطر مجبوراً یہ کام کرنا پڑا۔ سرکار کو غلہ دیجئے تو آپ بیائی بند دوست احباب اور آپ کے وطنی باشندوں کا اس میں فائدہ ہے۔

نیلگیری کی بہترین چائے کا واحد مرکز چینا نیلگیری ٹی امپوریم روبرو معظم جاہی مارکٹ

سوویٹ روس میں اقوام کی مساوات اور آزادی

از

اے گورگین

۲۰ فروری کو سوویٹ روس کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ سوویٹ جمہوریتوں کو ممالک غیر سے تعلقات قائم کرنے کی آزادی دی جاتی ہے۔ اس اعلان سے چند ہفتے قبل روس کے ایک ممتاز صحافی نے سوویٹ کے سیاسی ارتقا پر ایک مضمون تحریر کیا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس کی موجودہ پالیسی اس ارتقا کا لازمی نتیجہ ہے۔ اس مضمون کے اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۹۴۳ء میں رفتار جنگ میں ایک بنیادی تبدیلی ہوئی۔ سرخ فوج نے جرمن فوج کو زبردست پیمانہ پر پسپا کردیا اور روس کا وہ تمام حصہ جس پر جرمنی نے قبضہ کرلیا تھا آزاد کرالیا گیا۔ سوویٹ روس کی فوجی کامیابیوں کی ایک وجہ وہ غیر متزلزل اتحاد ہے جو روس کے باشندوں میں عموماً اور روس کی قوموں میں خصوصاً پایا جاتا ہے۔ اس اتحاد نے سوویٹ روس کی مملکت کو جو مختلف قوموں پر مشتمل ہے ایک زبردست استحکام بخشا۔

سوویٹ حکومت کے قیام سے پہلے روس کی مختلف قوموں میں اختلافات اور مناقشات برپا تھے۔ لینن اور اسٹالن نے اس قومی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے نظری طور پر ایک لائحہ عمل مرتب کیا تھا اور اس پالیسی کے بنیادی اصول مدون کئے تھے۔ لینن اچھی طرح واقف تھا کہ روس کے قومی مسئلہ کو حل کرنے کے راستے میں کیا دشواریاں حائل ہیں۔ ایک بڑی دشواری یہ تھی کہ روس ایک ایسا ملک تھا جس میں مختلف و متعدد قومیں آباد تھیں۔ ان قوموں کو صرف آزادی دلانا اور جبر و تعدی سے بچانا نہ تھا بلکہ ان کی زندگی کو نئی سیاسی بنیادوں پر منظم بھی کرنا تھا۔ یہ مسئلہ بہت سنگین تھا اور اس وجہ سے اس کا حل دشوار ہوگیا تھا کہ روس کی مختلف قوموں کے معاشی اور تہذیبی ارتقا کی سطح میں بڑا تفاوت تھا اور یہ قومیں باہمی اختلافات اور بے اعتمادی کی وجہ سے آپس میں منقسم تھیں۔ مختلف قوموں کے مزدور پیشہ طبقوں کو صدہا سال کے قومی تعصبات کو ترک کرنے اور مشترکہ مفاد کی خاطر قومی اختلافات کو رفع کرنے کی ترغیب دینے کے لئے نئے طریقے اختیار کرنے کی ضرورت تھی۔ مختلف اقوام کے اس گہوارہ میں عوام میں اتحاد و رفاقت کا جذبہ پیدا کرنے اور ان کو معاشی و تہذیبی ترقی کے راستہ پر گامزن کرنے کے لئے نئے سیاسی اداروں کا قیام ضروری سمجھا گیا۔ لینن نے یہ انکشاف کیا کہ ان مظلوم اقوام کی آزادی کا مسئلہ اسی وقت حل ہوسکتا ہے جب کہ تمام سیاسی مسائل حل کئے جائیں اور مستقل مزاجی کے ساتھ ملک کی سماجی اور سیاسی زندگی کو جمہوری بنیادوں پر منظم کیا جائے اور اقوام کی ایک ایسی دولت متحدہ تشکیل دی جائے جس میں کامل رضامندی کے ساتھ ہر قوم اپنی خود مختاری کو برقرار رکھتے ہوئے شریک ہو۔

لینن اس امر کا شدید مخالف تھا کہ قومی مسئلہ کے حل میں جبر کا عنصر شامل ہو۔ اس کا اعتقاد یہ تھا تمام اقوام کو کامل حق خود ارادیت حاصل رہے۔ انقلاب روس کے موقع پر اس نے پھر ایک بار اس امر پر زور دیا کہ ہر قوم آزاد رہے گی اور اس کو اس امر کا قطعی اختیار رہے گا کہ آیا وہ ایک علحدہ مملکت تشکیل دینا چاہتی ہے یا دوسری مملکت میں شریک ہونا چاہتی ہے۔

سوویٹ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی یہ اعلان کیا کہ تمام اقوام کو سیاسی مساوات اور آزادی حاصل رہے گی۔ ہر قوم کو حق خود ارادیت حاصل ہوگا اور اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو اپنی ایک علحدہ اور آزاد مملکت تشکیل دے۔ تمام قومی مراعات اور قیود منسوخ کئے جائیں گے۔ مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور تمام اقلیتوں کو آزادانہ ترقی کا موقع ہوگا۔ یہ اعلانات مختلف مواقع پر کئے گئے اور ان کو سوویٹ روس کے پہلے دستور میں شامل کردیا گیا۔

تمام اقوام کی مساوات سوویٹ کی سیاسی اور سماجی زندگی کا ایک ناقابل تغیر قانون ہے۔ سوویٹ روس کے دستور کے فقرہ (۱۲۳) میں بیان کیا گیا ہے۔

"سوویٹ روس کے شہریوں میں بلا لحاظ ان کی قومیت یا نسل کے اور معاشی ملکی تہذیبی، سماجی اور سیاسی زندگی کے ہر شعبہ میں مساوات ایک ناقابل تغیر قانون ہے۔ شہریوں کے حقوق پر بالواسطہ یا بلا واسطہ قیود یا اس کے برعکس قومیت اور نسل کی بنا پر بالواسطہ یا بلا واسطہ مراعات نیز نسلی یا قومی تنگ نظری یا تنفر و عناد ایک قابل تعزیر جرم ہوگا۔"

سوویٹ حکومت نے لینن اور اسٹالن کی قومی پالیسی پر آہستہ آہستہ عمل کیا اور سوویٹ روس کے باشندوں کو قوموں کی ایک عظیم الشان دولت عامہ میں منسلک کردیا۔ سوویٹ یونین درحقیقت خود مختار جمہوریتوں کی ایک وفاق ہے جس کی ہر وحدت کو سیاسی، عقلی، قومی اور تہذیبی ترقی کی آزادی حاصل ہے۔ کئی قوموں نے مثلاً ازبک، ترکمان، تاجیک وغیرہ وغیرہ نے سوویٹ حکومت کے تحت قومی حیثیت حاصل کی اور قومی حکومتیں تشکیل دیں۔ پست طبقوں کو جو معاشی اور تہذیبی مدد دی گئی اس سے سوویٹ کی مختلف قوموں میں رفاقت اور اتحاد کے جذبہ کو تقویت پہونچی۔ سوویٹ حکومت نے نہ صرف اقوام کی مساوات کے حق کا اعلان کیا بلکہ ایسے حالات پیدا کئے جو ان اقوام کی معاشی و تہذیبی مساوات کے قیام میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ زار روس کے زمانہ میں جو نو آبادیاں پست حالت میں تھیں وہ سوویٹ حکومت کے دور میں ترقی پذیر جمہوریتوں کی صورت اختیار کرگئیں جہاں اعلیٰ پیمانہ پر صنعت و زراعت کو ترقی حاصل ہوئی۔ قومی جمہوریتوں کی معاشی، سائنس، ادب، فنون اور قومی تہذیب کے نشو و نما کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

سوویٹ روس کی مملکت اب ۲۷ ویں سال میں داخل ہورہی ہے۔ اس کی گزشتہ تاریخ سے یہ اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ لینن اور اسٹالن کی یہ پالیسی کہ اقوام میں رفاقت اور اتحاد پیدا کیا جائے ایک صحیح پالیسی تھی جس کی وجہ سے سوویٹ کی مختلف قوموں میں سیاسی ہم آہنگی اور اتحاد پیدا ہوا اور وہ معاشی و تہذیبی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوگئیں اور اپنی سیاسی آزادی کو دشمن کے حملوں سے بچانے کے قابل ہوگئیں اور روسی اقوام کی یہ رفاقت ہر آزمائش اور ابتلا کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھی جیسا کہ جرمنی کے خلاف موجودہ جنگ نے ثابت کردیا ہے۔

جنگ کے دوران میں سوویٹ کے باشندوں کو پہلے سے زیادہ اپنے مشترکہ سیاسی اور قومی مفادات کا احساس ہوا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ ہر روسی جمہوریت کا قومی مفاد سوویٹ یونین کے مفاد سے وابستہ ہے۔ سوویٹ روس کی قومیتوں کی رفاقت نے جنگ میں نہ صرف کامیاب مقابلہ کیا بلکہ اس رفاقت میں اور استحکام پیدا ہوگیا۔ ہٹلر کی یہ کوشش کہ سوویٹ روس کی قوموں میں اختلافات پیدا کرے اور روسیوں سے ان کو علحدہ کرکے ان کے مقابلہ پر آمادہ کرے بالکل ناکام رہی۔

اسٹالن نے ۶ نومبر ۱۹۴۳ء کو اپنی تقریر میں کہا تھا کہ:-

"آج ہٹلری مدبرین خود محسوس کرتے ہیں کہ ان کی یہ امیدیں کیسقدر مہمل تھیں کہ سوویٹ یونین کی قوموں میں اختلاف اور انتشار پیدا ہوجائے گا۔ بجائے ملک کے باشندوں کا اتحاد جنگ کے تمام مصائب اور تندائیوں کا مقابلہ کرسکا۔ اور اس مشترکہ جنگ میں جو

بقیہ سلسلہ صفحہ ۹

ذریعہ تعلیم اور ریاستیں

حیدرآباد کی قائدانہ رہنمائی

از جناب سید اشرف علی فاضل صاحب جے پوری

ریاست جے پور میں ۲۷ر نومبر کو آل انڈیا ایجوکیشن کانفرنس کا ۱۰واں سالانہ اجلاس شان و شوکت کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اس کانفرنس میں بین الاقوامی استحاد و جغرافیائی نیابا کے سلسلے میں زبان کا مسئلہ بھی سامنے آیا اور چند مقررین نے ہندوستانی میں زبان کی وحدت پر زور دیا۔ مادری زبان میں تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ لیکن جس طرح ہماری اور کانفرنسیں نشستند و برخاستند سے آگے نہیں بڑھتی اسی طرح یہ کانفرنس بھی بے نتیجہ مباحث کے بعد ختم ہو گئی۔ اور لسانی وحدت اور تعلیمی مسلک کے بارے میں کسی ایک نقطۂ نگاہ پر نہیں پہنچ سکی۔ مدراس میں سید عبداللہ صاحب بریلوی نے ہندی پرچارنی سبھا کو ہندوستانی یا اُردو زبان کے بارے میں جو کچھ کہا وہ ایک حد تک صحیح تھا۔ رو دیئے ہوئے تھا۔ صوبائی زبانوں میں ہندی، گجراتی، مرہٹی ابھی اس درجہ کو نہیں پہنچی ہیں کہ وہ ملک کی مشترک زبان کی جگہ حاصل کر سکیں۔ اس لئے ہندوستان بھر میں تعلیمی و لسانی وحدت کے لحاظ سے صرف اُردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو مشترک تعلیمی پالیسی میں ہر صوبے و خطے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ کی ریاستوں میں ثانوی نصاب کی مخصوص زبان انگریزی ہے۔ ریاستوں میں ایک عرصے سے مادری زبان میں تعلیم کے اجرا کا خیال زور پکڑ رہا ہے۔ ہندی کے حامی بھاشا کے رتنی خیالی مفروضوں میں گئے ہیں۔ لیکن ہندی زبان کی سادگی کم نمایاں نہیں اور الفاظ کے ذخیرے کی خامی اُن کو معلوم ہے۔ اس کے مقابلے میں اُردو کی ہمہ گیری کا بھی ان کو احساس ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان سے اقرار کا مہا پاپ لینے کو تیار نہیں۔ مادری زبان میں تعلیم کے اجرا کا ارادہ رکھنے والے حامی ہیں لیکن انگریزی کو ہٹانے کے بعد اُن کو ڈر ہے کہ ہندی کی جگہ اُردو نہ لے لے۔ ان سب مشکلات کے باوجود دیسی ریاستوں میں مادری زبان میں تعلیم کے اجرا کا شریف جذبہ دلوں میں پرورش پا رہا ہے۔ ایک نہ ایک دن ریاستوں کو بھی اپنے تعلیمی مسلک کے بارے میں مقامی زبانوں کو چھوڑ کر مشترکہ زبان کی کل ہند پالیسی پر گامزن ہونا پڑے گا۔ کیونکہ بین الاقوامی استحاد کا واحد ذریعہ لسانی استحاد ہی ہے۔

لسانی وحدت بین الاقوامی استحاد۔ اور مصر مادری زبان میں تعلیم دینے کے سلسلے میں آیا۔

حیدرآباد نے ہماری قائدانہ رہنمائی کی ہے۔ اس نے جامعیت اعلیٰ تعلیم کو اُردو میں دے کر سارے ہندوستان کے لئے ایک مثال قائم کی ہے۔ حیدرآباد کے تجربے کے بعد ہندوستان کے لئے عموماً اور ریاستوں کے لئے خصوصاً ایک دروازہ کھل گیا ہے کہ مادری زبان میں تعلیم دے کر وطن کی قوم پرورانہ خدمات انجام دیں۔ مجھے حیدرآباد کی اُن مشکلات کی طرف بھی اشارہ کرنا پڑے گا جو محب وطن افراد کی جانب سے پیدا نہیں کی گئی ہیں بلکہ جھوٹی قوم پرستی نے ان کو اُبھارا ہے۔ اور وہ مضحکہ خیز نعرہ ہے جو "ہندو تہذیب خطرے میں ہے" کا مدراس یا پونہ سے لگایا جاتا ہے۔ یا بعض شمالی ہندستان کے متعصب اخبارات (جو خود اُردو زبان میں شائع ہوتے ہیں) اُگلتے رہتے ہیں۔ کیا ہندوستان کی نجات تلنگی، مرہٹی، کنٹری یا ہندی جیسی مقامی زبانوں کی یونیورسٹیاں کھولنے میں ہے جن کی حالت یہ ہے کہ ایک مرہٹی کا بولنے والا اپنے ہی وطن کے تلنگی بولنے والے کو مرہٹی زبان میں نہیں سمجھا سکتا۔ اور مجبوراً اس کو مرہٹی چھوڑ کر اپنا مفہوم اُردو میں سمجھانا پڑتا ہے۔ بفرض محال اگر کوئی تلنگی کی یونیورسٹی قائم بھی ہو گئی تو کیا اس کا فارغ التحصیل سندھی ہندو، گجراتی اور پنجابی مسلمان کو اپنا مافی الضمیر سمجھا سکے گا۔ جواب نفی میں ہے۔ تو ایسی مقامی زبانوں کی یونیورسٹیاں ہمارے عظیم الشان وطن کے لئے بے کار ہیں۔ اور اگر اسی طرح ہر صوبے میں مقامی زبانوں کی یونیورسٹیاں بننے لگیں تو مہیب صورت پیدا ہو جائے گی کیونکہ ایک ایک صوبے میں سے زیادہ یونیورسٹیوں کی ضرورت پڑے گی کیونکہ یہاں مارواڑی، جے پوری، ڈھونڈھاڑی، میواتی، کنٹری اور سندھی زبانوں کا جمگھٹا ہے جو الگ الگ اپنا وجود رکھتی ہیں۔ اس لئے ہر محب وطن سے درد مندانہ اپیل ہے کہ وہ وطن کے مشترکہ مفاد کے پیش نظر لسانی وحدت کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر دکن میں سرکار نظام کے زیر سایہ اُردو کے آغوش میں تلنگی، مرہٹی، کنٹری پھل پھول رہی ہیں تو راجپوتانہ میں بھی کھنڈی، سندھی، چندی اور مارواڑی زبانیں اُردو کے دوش بدوش ترقی کر سکتی ہیں۔ ریاستوں میں ملک کی مشترکہ زبان اُردو کے ذریعہ تعلیم بنا کر وطن کی نشاۃ ثانیہ کا فرض اگر حکمراں انجام دیں تو یہ ملک کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ راجپوتانہ کی سرکاری و دربار کی زبان ہمیشہ سے اُردو ہی رہی اور رہے گی۔

(ہماری زبان)

فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کا منصوبہ

قاہرہ ۱۰ر فروری۔ توقع ہے کہ ممالک متحدہ کے وزیر مسٹر [illegible] آج اُس بیان کے سلسلے میں جو فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کے مشورہ پر سالی کمیٹی میں پیش کیا گیا تھا گفتگو کرنے کے لئے مصری وزیر اعظم نحاس پاشا سے ملیں گے۔ کل آپ نے مصری وزیر عدالت سے ملاقات کی۔

۳۱ر مارچ کو فلسطین کے قرطاس ابیض کی میعاد کے ختم ہونے کے خیال کے تحت اس ترکیب پر مشرق وسطیٰ میں عرب احتجاج کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ بیان برطانیہ نے فلسطین کو دیا ہے۔ گزشتہ رات اور آج صبح مصری کابینہ کا ایک طویل اجلاس اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔

رائٹر مزید کہتا ہے کہ ۳۱ر مارچ ۱۹۴۴ء کو قرطاس ابیض کی پانچ سالہ مدت ختم ہوتی ہے اور جس کے بعد یہ تجویز کی گئی کہ آئندہ یہودیوں کے یہاں آکر بسنے کی اس وقت اجازت دی جائے گی جب تک کہ فلسطین کے عرب اس پر راضی نہ ہو جائیں۔ قرطاس ابیض میں اعلان کیا گیا ہے کہ برطانوی حکومت مناسب طور پر انتداب کو ختم کرنا اور سلطنت متحدہ کے ساتھ معاہداتی تعلقات کے تحت دس سال کی مدت میں ایک آزاد فلسطینی مملکت قائم کرنا چاہتی ہے۔

فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کے مشورے پر سالی کمیٹی کے آگے دئے ہوئے بیانات سے متعلق توقع ہے کہ عرب ممالک کے تمام مصری احتجاج پر گفتگو کی توقع آج رات کی جاتی ہے جبکہ ایوان نمایندگان کا اجلاس ہوگا۔ باخبر حلقے کہتے ہیں کہ یہ احتجاج عرب ممالک کی قیادت کرنے اور ان تمام مسائل سے جو بھی چند دنیا میں عربوں سے متعلق ہوں نیز مصری امیدواروں کی بڑھتی ہوئی تمنا کو واضح کرتا ہے۔

امیر عبداللہ والی ماوراء اردن نے قرطاس ابیض کی حکمت عملی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جب کہ رائٹر کے خاص نامہ نگار نے آپ سے دریافت کیا کہ آیا آپ عرب یہودی مسئلہ سے متعلق کوئی حل پیش کرنے کو تیار ہیں۔ آپ نے اعلان کیا کہ اگر برطانوی حکومت قرطاس ابیض کی حکمت عملی پر قائم رہے تو یہودی کو اچھے سلوک کا یقین ہو جائے گا اور وہ فلسطین میں پر امن طور پر زندگی گزار سکیں گے۔ امیر عبداللہ نے اس امید کا بھی اظہار کیا کہ مسٹر چرچل اپنے دوست "عربوں" کی جانب خاص توجہ کریں گے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

"ہم اپنے پیشہ کے مفادات کے متعلق اتنے تنگ نظر اور خود غرض نہیں ہیں کہ حکومتوں کی طرف سے بعض حالات میں بعض پابندیوں کے عائد کرنے کو یکسر نظر انداز کر دیں۔ حکومتوں کی ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور غیر معمولی حالات میں اگر وہ غیر معمولی تدابیر اختیار کریں تو ایسی تدابیر ہر حالت میں وجہ شکایت نہیں بنائی جا سکتیں۔"

(پیام - مورخہ ۲۰ر فروری)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حیدرآباد کے جاگیردار اور امرا کھیل کود اور اسپورٹس میں کافی دلچسپی نہیں لیتے اور بعض لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ انہیں سنجیدہ اور ٹھوس مسائل سے دلچسپی نہیں۔ ہم اس سوال پر غور کر رہے تھے کہ ہمارے امرا کو آخر کس چیز سے دلچسپی ہے۔ حسن اتفاق ہے کہ ان کا ایک آرٹیکل میں جنگل محکمہ کے تیار کی خبر اور دو کاموں کی روداد ہماری نظر سے گزری۔ اتنی بات تو اب ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے امرا کو سیر و شکار سے دلچسپی ہے اور اب وہ شہروں سے نکل کر شیروں پر اپنی قدرت کا سکہ بٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے۔

زبان خلق

شہر حیدرآباد اور دیگر اضلاع سے غلہ منتقل کر کے سکندرآباد میں جمع ہو رہا ہے۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن اور محکمہ رسد بھی سکندرآباد کو غلہ فراہم کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ خانگی تاجروں کا رخ بھی ادھر ہی ہے۔ جب یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ رسد کے کامیاب انتظامات کے لئے مرکزیت ضروری ہے تو پھر سکندرآباد غلہ کا جزیرہ کیوں بنا جا رہا ہے؟

ہم بھی دینی رہنماؤں کی اطلاع ہے کہ ... سیاسی پارٹیوں اور جماعتوں کی ...

ـے مولوی لائق علی صاحب صدر اعظم کا یادداشت نواب صاحب خلیق الزماں کی خدمت میں پیش کی تھی اس میں بتایا گیا ہے کہ قیمتوں کے اضافے کی توقع میں اکثر لوگوں نے غلہ روک رکھا ہے۔

اگر یہ بھی بتا دیا جاتا کہ غلہ کہاں چھپایا گیا ہے تو کیا مضائقہ تھا؟ ذخائر تلاش کرنے کی زحمت بھی نہ ہوتی اور ثبوت ستانی کا انسداد بھی ہو جاتا۔ ورنہ اتنا تو ہم بھی جانتے ہیں۔

"وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے۔"

بنگال میں ایک کل جماعتی حکومت قائم کی جائے۔

(ایک سرخی)

بنگال کے قحط کی وجہ اب کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔

چند سوالات

(۱) حکومت نے اب تک کیوں کو محکمہ آئندہ قدیم کی عنان اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے تیار کرنے کی کیا کوشش کی؟

(۲) محکمہ کے بعض عہدہ داروں کی حق تلفی ہوئی ہے اس کی تلافی کے لئے حکومت نے کیا چارہ کار اختیار کیا۔

کہیں تارمین کو غلط فہمی نہ ہو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ سوالات مسٹر ایم۔ این۔ جوشی نے مرکزی اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں کئے تھے۔

"دکن کرانیکل" کے ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے کہ:-

"ملکی زبان کے مسئلہ کی نسبت عوام میں آج کل بے چینی ہے۔"

ہماری اطلاع یہ ہے کہ عوام کو آج کل زبان سے زیادہ پیٹ کی فکر ہے البتہ بے چینی ان لیڈروں میں پائی جاتی ہے جو عوام سے زبانی ہمدردی کرتے رہتے ہیں۔

پنڈت مالویہ کی کل جماعتی کانفرنس کا التوا۔

(ایک سرخی)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ختم جنگ تک یہ کانفرنس بھی ملتوی رہے گی۔

روما کو بچانے کی اپیل کرتے ہوئے پوپ نے ایک نشری تقریر میں فرمایا:-

"روما جو دو ہزار سال سے عیسائی تہذیب کا مرکز اور نوع انسان کی سیاسی تہذیب اور روحانی ترقی کا گہوارہ رہا ہے اگر جنگ کے تباہ کن شعلوں کا شکار ہو جائے تو یہ تاریخ میں ایک شرمناک اور نہ مٹنے والا دھبہ ہو گا۔"

پاپائے روما کی اس تقریر سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کے لئے اقبال مرحوم کے یہ اشعار بھی پیش نظر رہیں جو حبشہ پر اٹلی کے حملہ کے وقت لکھے گئے تھے:

اے وائے آبروئے کلیسا کا آئینہ
روما نے کر دیا سر بازار پاش پاش
پیر کلیسا! یہ حقیقت ہے دل خراش

سرکرپس شیرداتب ہند کی حکومت ہند نے ایک نشری تقریر میں کہا:-

"میں چند منٹ آپ سے ایک ایسے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو روپے سے زیادہ قیمتی اور جنگی ہتھیار کی طرح اہم ہے۔ میں جس چیز کی نسبت گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ درحقیقت ایک جنگی ہتھیار ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میرا موضوع کیا ہے۔ یہ موضوع غذا ہے۔"

اور یہ جنگی ہتھیار سامان ذخیرہ بازوں اور نفع اندوزوں کے ہاتھ میں ہے جو عوام کی نسل کشی کر رہے ہیں۔

سندھ میں جذامیوں کی جبری رجسٹری کا قانون۔

(ایک سرخی)

اور حیدرآباد میں جذامیوں کو سڑکوں پر بے تکلفی سے گھومنے کا فری پاس۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور کے الگ الگ ادیب اور ادب کو ہم تخلیقی ادب سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

(ایک مضمون نگار)

اور حیدرآباد میں جو ادب نو پارہ ہے اس کو تقلیدی ادب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

صارفین کے استعمال میں آنے والی اشیا کی درآمد

اسمبلی میں کامرس سپلائی ممبر کا بیان

نئی دہلی ۔ ۲۵ فروری ۔ آج سوالات کے موقعہ پر سر عزیز الحق کامرس سپلائی ممبر نے کہا کہ صارفین کے استعمال میں آنے والی اشیا جن میں پارچہ اور دیگر اشیا، پوشاک، برتن کپڑے، قندیل، آلات لا سلکی، ڈبوں میں محفوظ کی ہوئی غذائی اشیا، کھیل کی اشیا، آلات زراعت، طبی ذخائر، کیمیاوی اشیا، کھلونے کی ضروریات، اونی دھاگہ اور بافت کے کام میں آنے والا اون یہ تمام شامل ہیں۔ گزشتہ چار ماہ کے دوران میں درآمد کی گئیں۔ حکومت ہند کی خواہش کے مطابق دفتر وزارت ہند نے صارفین کے استعمال میں آنے والی اشیا کی درآمد کے لئے جہازوں کی گنجائش نکالی صارفین کے استعمال میں آنے والی اشیا جن کی درآمدت میں اضافہ کی خواہش اور جہازوں کی صورت حال میں حالیہ بہتری کی وجہ سے حال میں صارفین کے استعمال میں آنے والی ان بعض اقسام کی اشیا کی پوری تعداد کے لئے جہازوں کا انتظام کرنا ممکن ہوگا جن کو برطانیہ کے برآمد کنندہ تاجر آفر کر سکتے تھے۔ جہازوں کی صورت حال بہتر ہونے کے مدنظر حکومت ہند نے اس پیمانہ میں اضافہ کرنے کے احکام کے جس پیمانہ پر کہ درآمد کے لائسنس جاری کئے گئے بحالی اس کا اثر محسوس آنے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہوا۔ اور ایک عارضی کارروائی کے طور پر دفتر وزارت ہند نے اس کا انتظام کیا ہے کہ ہندوستان میں قبل از قبل لائسنس حاصل کئے بغیر برطانیہ سے صارفین کے استعمال میں آنے والی اشیا ہندوستان روانہ کی جائیں یہ انتظام جو صارفین کے استعمال میں آنے والی جملہ اشیا سے متعلق ہے۔ اس مہینہ کے ختم پر باقی نہ رہے گا۔

ہندوستان کی ریلوے سروس اور امریکی فوج کا کنٹرول

مرکزی اسمبلی میں چند اہم انکشافات

نئی دہلی ۔ ۲۰ فروری ۔ آج مرکزی اسمبلی میں مسٹر ... نے استفسار کیا کہ کیا یہ واقعہ ہے کہ مختلف ... ریلوے کی ملازمتوں پر متعدد امریکی عہدہ داروں کو مامور کیا گیا ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو ان کی کیا تعداد ہے؟ ... جواب دیا کہ نہیں۔ البتہ بعض مقامات پر امریکی فوجی عہدہ دار کام پر ہیں کیونکہ ریلوے سے جو ... کے جنگی سامان اور فوج کے نقل اور سامان کو منتقل کرنا ہے۔

سوال: کیا یہ واقعہ ہے کہ بنگال اور آسام کی بعض ریلوے امریکی فوجی عہدہ داروں کی تحویل میں دی گئی ہیں۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو کیا حکومت اس ایوان کے سامنے ان انتظامات یا معاہدات کی تفصیلات پیش کرنے کی کوئی تجویز رکھتی ہے جو ممالک متحدہ امریکہ اور مرکزی حکومت میں طے پا چکے ہوں؟

جواب: نہیں۔ البتہ بنگال اور آسام کی ریلوں کے بعض سکشنوں پر مسافروں کی آمد و رفت کی کارروائیاں اور ٹرانسپورٹ کنٹرول اور رہنمائی امریکیوں کے تفویض کی جا چکی ہیں۔ جو اپنی فوجی ریلوے کے متعدد ملازمین کو مامور کریں گے۔ ریلوے کے عہدہ دار بہ حسب حال عام کنٹرول کرتے رہیں گے۔

سوال: کیا اودھ اور بنگال کے اضلاع میں ریلوے لائنوں پر امریکی فوج کا کنٹرول بھی شامل ہے؟

جواب: نہیں۔ اودھ اور ترہٹ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس پر متعدد اراکین نے غصہ سے دریافت کیا کہ ایوان کی رائے معلوم کئے بغیر کیوں ایسا انتظام امریکی عہدہ داروں سے کیا گیا ہے۔ ایک رکن نے سوال کیا کہ کیا ہندوستان کو کلیۃً امریکہ کے حق میں منتقل کرنے کی کوئی تجویز ہے؟

۳ ۔ اسے بیرونی امداد سے کثیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ رقم حکومت کے لئے باشندگان ملک سے حاصل کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ موجودہ نظام میں ایسی تبدیلی ہونی چاہئے جو جدید حالات اور عہد حاضر کی ضرورت ... کے عین مطابق ہو۔

ایک خبر کی تردید

۲۲ فروری۔ کہ حیدرآباد ۱۳ ڈیموکریٹک ... کے جلسہ عظیم انشانات میں صدر المہام بہادر فینانس کی تقریر کو مقامی اخبارات نے مسخ شدہ صورت میں شائع کیا ہے۔ چنانچہ ان اخبارات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ صدر المہام بہادر فینانس نے ممالک محروسہ میں نظام جاگیرداری کو ختم کر دینے کے خیال کی تائید فرمائی لیکن درحقیقت یہ بیان صحیح نہیں بلکہ اس اصل تقریر سے علیحدہ کر کے فقرہ کو غلط پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے۔ صدر المہام بہادر فینانس نے اس ضمن میں جو کچھ فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

محمد ... صاحب کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے ہیں انہوں نے ایسے ترقی یافتہ ممالک کی جانب اشارہ فرمایا تھا جہاں ڈیوک اور دوسرے دولتمند اشخاص طلبا اور عوام کی بہبود اور دوسری ضروریات کے لئے اپنے محلات اور تفریح گاہیں استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ صدر المہام بہادر فینانس نے فرمایا کہ حیدرآباد میں بتدریج دور جاگیرات کے اس نظم و نسق کو چھوڑ رہا ہے جس کے تحت وہ اپنے متعلقہ علاقے اپنی استطاعت کے مطابق دیا کرتے تھے۔ چنانچہ امراء جن کے پاس سب سے زیادہ دولت تھی سب سے کم دیتے تھے اور غریب جن کے پاس تھوڑی سی پونجی ہوتی تھی سب سے زیادہ ادا کرتے تھے تو ترقی کے تمام منصوبوں کے لئے خواہ ان کا تعلق تعلیم اور ... سے ہو ...

پیٹ بھر کھانا کس طرح مل سکتا ہے

۱ ۔ غلہ کی طلب اور رسد کے مابین بالعموم جو توازن رہا کرتا تھا وہ جنگ کے خاص حالات کی وجہ سے قابل لحاظ حد تک متاثر ہو چکا ہے۔

۲ ۔ طلب کی زیادتی اور رسد کی دقتوں کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ زائد از ضرورت غلہ اپنے ہاں جمع نہ رکھیں اور کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع نہ کریں۔

۳ ۔ اگر آپ اس مشورہ پر عمل فرمائیں تو خود آپ اور آپ کے ابنائے وطن مختلف مشکلات سے بچے رہیں گے

۴ ۔ زائد از ضرورت غلہ جمع نہ کیجئے اور کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع نہ کیجئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کم کھائیں۔ پیٹ بھر کھائیے اور پیٹ بھر کھانا آپ کو اس وقت ملتا رہے گا کہ آپ کھانا ضائع نہ کریں اور دوسروں کے حصہ کا غلہ اپنے گودام میں بند نہ رکھیں۔

جنگی ہتیار سے زیادہ اہم ——— اغذیہ

مسٹر کربی مشیر راتب بندی حکومت ہند کی نشری تقریر کا ترجمہ

لاسلکی نشرگاہ حیدرآباد سے ہوئی

میں چند منٹ آپ سے ایک ایسے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو ہر روز پہلے سے زیادہ اہم ہوتا جا رہا ہے اور اتنا ہی اہم ہے جتنے جنگی ہتیار ——— یہ حقیقت ہے کہ جس موضوع پر میں آپ کو مخاطب کرنے والا ہوں وہ ایک جنگی ہتیار ہی ہے۔ آپ بلاشبہ میرا موضوع تاڑ گئے ہوں گے۔ میرا موضوع ہے غذا اور لاکھوں کروڑ انسانوں کے لئے اس کی فراہمی۔ کیونکہ ہر فرد کو خواہ وہ امیر ہو یا غریب اہم اغذیہ کی اس مقدار کے پانے کا حق ہے جو اس کی صحت برقرار رکھنے اور ہوش و حواس کے ساتھ جینے کے لئے ضروری ہے۔

زمانہ جنگ میں یا ایک بحرانی دور میں جو معاشی یا دوسرے اسباب کا نتیجہ ہو ایک قوم کی ساری زندگی موجودہ حالات کی کشمکش سے جو واقعات حاضرہ سے پیدا ہوتے ہیں متاثر ہوتی ہے اور ایسے حالات کا اثر دیگر ضروری اشیاء کے منجملہ عوام کی غذا پر سب سے پہلے پڑتا ہے۔ آج ہندوستان میں غذائی قلت کا ایک سبب تو یہ ہے کسی ریاست یا صوبہ کی واقعی ضروریات کی تکمیل کے بعد وہاں کے اجناس خوردنی کی فاضل مقداروں کو معلوم کرنا مشکل ہے۔ اور دوسرا سبب یہ جاننا مشکل ہے کہ کس ریاست یا صوبہ میں کس جنس خوردنی کی کس حد تک کمی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس کے اور بھی اسباب ہیں لیکن دو سبب جو میں نے بتلائے ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ اغذیہ پر نگرانی اور انفرادی راتب بندی کا طریقہ ہے۔ جب ان طریقوں پر باحسن الوجوہ عمل ہوتا ہے تو بہت سے مشکل مسائل حل ہو جاتے ہیں اور ایک نئے دور کا راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ آپ بجا طور پر پوچھ سکتے ہیں۔ یہ نیا دور کیا ہے۔ اس کا جواب میرے اس مختصر بیان سے مترشح ہے کہ راتب بندی خرچ شدہ مقدار کا حقیقی پیمانہ ہے اور اس کی مساوی مقدار کی مقررہ قیمت پر جو استطاعت کے افراد کے حیطہ اختیار میں ہو فراہمی کی ضمانت ہے۔

راتب بندی۔ ذخیرہ بازی اور نفع اندوزی کو روکتی ہے اور اس طرح ریاست یا صوبے کی فاضل اہم اغذیہ کی زیادتی مقدار ان علاقوں کے باشندوں کو بھیجی جا سکتی ہے جہاں ان کی کمی ہے اور ان فاضل مقداروں کے مسلسل اور بروقت نہ پہنچنے کی صورت میں ان کا مبتلائے احتیاج ہونا یقینی ہے لیکن راتب بندی کا ان سب سے زیادہ ایک اور اہم پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے عوام میں اعتماد برقرار رہتا ہے جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مملکت حیدرآباد کے نظام راتب بندی کے بارہ میں آپ میرے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہوں گے آپ کے عہدہ داروں کی عنایت سے مجھے نظام راتب بندی جو میرے خیال میں بہترین ہے اور اس کی کامیابی بھی یقینی ہے بشرطیکہ اس کا ایک پہلو ہر ایک کے پیش نظر رہے اور یہ پہلو ایک بڑی حد تک آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ اس کی کامیابی کی جو غیر مترتب ہے آپ سب سے نیک نیتی۔ تعاون اور رواداری کا مطالبہ کر کے ضمانت حاصل کی جائے۔ حیدرآباد میں راتب بندی اسکیم کے بارہ میں مجھے یقین ہے کہ بہت جلد فیصلہ ہوگا۔

عوام کی غذا کے اہم موضوع پر اپنی مختصر تقریر ختم کرنے سے پہلے میں غلے کے تاجروں اور دوسروں سے جو اجناس خوردنی کا کاروبار کرتے ہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ خانگی معاملات میں مداخلت کرنا کوئی پسند نہیں کرتا لیکن جب حکومت کے لئے عوام کو ان کی اہم اغذیہ کی رسد کی ضمانت دینی ہوتی ہے تو اس کو حالات کو قابو میں لانے کے لئے مداخلت کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور وہ کسی تاجر کو چھوٹا ہو یا بڑا رسد اور اس کی تقسیم کے لائحہ عمل میں رکاوٹ پیدا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ لہذا غذائی راتب بندی کی اسکیم میں اجناس کے بیوپاری کو رضامندی اور تعاون کے جذبات کے ساتھ اپنا اہم فرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ اور تجارتی کاروبار میں یہ دیکھنے کی بجائے کہ کس قدر نفع حاصل ہوگا دیکھنا چاہئے کہ عوام کی بہتری اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے اس کو کیا کرنا ہے۔ اس کو اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ اجناس خوردنی معیار کے مطابق ——— بلکہ معیار سے بہتر ہوں۔ تول پکا ہو اور قیمتیں حکومت کے مقررہ ضوابط کے مطابق ہوں۔

یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ جیسے ہی حکومت براہ راست حکم نگرانی نافذ کرتی ہے بخصوصاً حکم نگرانی قیمت۔ تو سامان فوراً غائب ہو جاتا ہے۔ یہ غائب کرنے والا کون ہے۔ حکومت اور عمارت غائب کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ایسا تاجر اس کا ذمہ دار ہے جس کی زندگی کا مقصد دوسروں کی پریشانیوں سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ غذائی راتب بندی کے اسکیم میں ایسی بے عنوانیاں ختم ہو جائیں گی اور نفع اندوزی کو ابنائے وطن کے خلاف کئے ہوئے جرائم کی مناسبت سے تدارک کیا جائے گا۔

کیا میں چند باتیں مجلس مشاورت کی ضرورت اور اس کے فرائض سے متعلق کہہ سکتا ہوں۔ چونکہ عوام کے لئے غذا کی فراہمی ناگزیر ہے اس لئے ہر وقت یہ جاننا ضروری ہے کہ راتب بندی کا اثر کیا ہے اور ان میں کیا عمل ہو رہا ہے۔ دستور العمل کے کسی حکم کی وجہ سے انہیں واقعی مشکلات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہو اور جس منشا کے تحت حکم مذکور دیا گیا تھا اس کی تکمیل نہ ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں دستور العمل میں کسی ترمیم یا اس کے نفاذ میں نرمی برتنے کی نسبت غور کرنا چاہئے۔ ایسے ہی حالات یا بہت سے دوسرے حالات میں غذائی مجلس مشاورت جو غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہو بہت مفید ثابت ہوتی ہے ایسی مجلس مشاورت کا ہر رکن رجحان مفید ہونا چاہئے اور اس میں ان عورتوں اور مردوں کو شامل کرنا چاہئے جو اپنے رفاہی اور معاشرتی اصلاح کے کاموں کے لئے مشہور ہوں علاوہ ازیں ایک ڈاکٹر اور ایک ماہر غذائیت کو بھی اس مجلس کا رکن بنانا ضروری ہے غذائی راتب بندی اسکیم پر صحیح قسم کی اشاعت ضروری ہوتی ہے۔

صحافت کے ذریعہ۔ اداریوں اور اطلاعات سے عوام کی زیادہ سے زیادہ مقدار کو کم سے کم وقت یا لاسلکی میں معلومات بہم پہنچائی جا سکتی ہیں۔ ہندوستان کی صحافت بھی خصوصاً یہ جاننے کے بعد کہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس سے بہ حیثیت مجموعی عوام ہی کا فائدہ ہے راتب بندی میں بڑی معاون رہی اور مجھے توقع ہے حیدرآباد کی صحافت بھی راتب بندی کے نفاذ میں تعاون عمل سے دریغ نہ کرے گی۔

اگر میری تقریر کوئی ماہر صنعت و حرفت یا کارخانہ دار سن رہے ہیں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا انہوں نے اپنے کارخانوں میں فیاکٹری کینٹین جہاں کام کرنے والے مزدور بلا لحاظ مذہب و ملت اچھی صحت بخش اور خوش ذائقہ غذا خرید لیں اور تربیت کے پرفضا اور خوشگوار میدان میں کھائیں۔ قائم کئے ہیں یا نہیں۔

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ سوال نزاعی ہے لیکن میں آپ کو اس امر کا یقین دلا سکتا ہوں کہ دنیا بھر کے مزدور بہتر حالات کی تلاش میں ہیں اور خصوصاً بہتر غذائی حالات کے جو مسرت بخش حالات کے محرک ہیں۔ اور کارخانہ داروں کے نقطہ نظر سے پیداوار کا معیار بڑھ جاتا ہے۔ راتب بندی کے ارباب انتظام فیکٹری کے مزدوروں کو اہم اغذیہ کی مقدار ہمیشہ یکجائی ہوئی صورت میں دینے کی اجازت دیں گے۔

اختتام پر میں آپ کے غذائی راتب بندی نظام کے ان جوشیلے۔ محنتی اور ذہین عہدہ داروں اور جوانوں کا سپاس گزار ہوں جنہوں نے عوام کی خدمت گذاری اور اسکیم کو مرحلہ کامیاب بنانے کا تہیہ کر لیا ہے۔

فنلینڈ کے لئے روس کی شرائط صلح

ماسکو، یکم مارچ۔ سوویٹ حکومت کے شرائط صلح کے پیش کش کو کل رات ماسکو ریڈیو نے نشر کیا۔ سوویٹ وزارت خارجہ کا جاری کردہ ایک خاص بیان منظور ہے کہ اس عرصہ کی افواہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ سوویٹ یونین اور فنلینڈ کے مابین اختلافات دور کرنے کے لئے گفتگو جاری ہے۔ لیکن حقیقت میں سرکاری گفت و شنید ابھی تک شروع نہیں ہوئی۔ گفت و شنید کی بہرحال تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ تقریباً پندرہ روز قبل سوویٹ سفیر استاکہوم کو مطلع کیا گیا کہ فنستانی حکومت کے ایک نمائندہ ورم ماسکوی سوویٹ یونین سے متعلق فنستان کے موقف کو واضح کرنے کے لئے استاکہوم پہنچے ہیں۔ سوویٹ سفیر سے دریافت کیا گیا کہ آیا سوویٹ حکومت گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہو گی۔ سفیر نے ماسکو کو واقف کرایا کہ گو سوویٹ حکومت کے پاس موجودہ فنستانی حکومت پر اعتماد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن وہ گفت و شنید کرے گی۔ اگر فنلینڈ کوئی دوسری راہ دیکھے۔ اس کے بعد ۲۱ر فروری کو ہر پاسیکوی اور سفیر کے مابین ایک غیر سرکاری اجلاس منعقد ہوا۔ اور اجلاس میں سوویٹ حکومت نے ہر پاسیکوی کو حسب ذیل شرائط صلح حوالے کئے۔

(۱) جرمنی کے ساتھ فنلینڈ سیاسی تعلقات کو منقطع کرے اور فنلینڈ میں ساری جرمن افواج اور جہازوں کو نظر بند کر دے۔ اس معاملے میں اگر ضرورت پڑے تو سوویٹ حکومت فوجی امداد دینے تیار ہے۔

(۲) سنہ ۱۹۴۰ء کی سرحد پر فنلینڈ کی ساری افواج ہٹالی جائیں۔

(۳) روس اور متحدین کے تمام جنگی قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا جائے۔

(۴) افواج کی تکمیل اور تعاون کے مسائل ماسکو میں گفت و شنید تک ملتوی رہیں گے۔

(۵) سوویٹ حکومت ماسکو میں فنستانی حکومت کے سرکاری نمائندہ کا خیر مقدم کرنے تیار ہے۔

بیان میں بتلایا گیا ہے کہ فنلینڈ سے غیر مشروط اطاعت قبول کرنے سے متعلق ماضی میں کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا۔ اور نہ روس کا فنلینڈ کے دوسرے حصوں پر قبضہ کرنے کا خیال ہے۔

ترکی جنگ میں شریک نہیں ہوگا

قاہرہ، ۲۰ر فروری۔ جوں جوں موسم بہار قریب تر ہو رہا ہے یہ سوال کہ آیا ترکی جنگ میں شریک ہونے کا فیصلہ کرے گا زیادہ سے زیادہ شدت سے پوچھا جا رہا ہے۔ انگلستانی ترکی مذاکرات کی گفتگو کے دوران میں ناکامی کے

حصول میں ناکامی کے بعد مقتدر حلقوں میں عام طور پر یہ اعتراف کیا جا رہا ہے کہ ترکی اس موقف سے بہت پیچھے ہٹ گیا ہوا ہے تاہم ترکی وہ کا نفرنسوں کے نتیجے کے طور پر اتحادیوں کی تائید و حمایت میں اختیار کیا تھا۔ ترکی اپنے تذبذب و تامل کے دو سرکاری اسباب بیان کرتے ہیں۔ پہلا اور اہم ترین سبب یہ ہے کہ ترک خیال کرتے ہیں کہ وہ کافی طور پر مسلح نہیں ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ روس کی قبل از قبل رضامندی کے بغیر بلغاریہ پر حملہ کرنا نہیں چاہتے کہ یہی واحد ملک ہے جس سے ترکی کی سرحد ملتی ہے۔

ترکی محکمہ معلومات بیرونی نامہ نگار روٹر

غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے کہ برطانیہ نے موعودہ سامان کا صرف ادنیٰ سا حصہ حوالہ کیا۔ ترکوں پر جنگ میں شریک ہونے کا دباؤ جوں جوں بڑھتا جاتا ہے اس قدر وہ اپنی فوجی ضروریات میں اضافہ کر رہے ہیں سامان کی مقدار ایک بڑی سی جنگ کے مترادف ہے برطانیہ اور امریکہ قدرتاً یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں سامان کی اتنی بڑی مقدار حوالہ نہیں کرنی چاہئے تاوقتیکہ انہیں اس کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ روس کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ اسی لئے وہ اس وقت تک سامان حوالہ کرنے پر آمادہ نہیں ہیں جب تک کہ ترکی جنگ میں اپنی شرکت کی تاریخ مقرر کرے۔ دوسری طرف ترکی اس وقت تک معدوم نہیں کرے گا جب تک کہ سامان جنگ نہ مل جائے اس طرح فریقین میں تعطل پیدا ہو گیا ہے۔

اس تازہ تذبذب و تامل کے باوجود ترکی کی جنگ میں شریک ہونے کی خواہش کے اسباب بدستور وہی ہیں جو گزشتہ خزاں میں تھے اور وہ یہ کہ صلح کانفرنس میں نشست حاصل کی جائے اور درہ دانیال کو روسی منصوبوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اس کا نہایت قرینہ ہے کہ اگر یہ واضح اور سرکاری طور پر یہ ظاہر کرے کہ وہ ترکی کی شرکت جنگ کا خواہاں ہے تو شاید ترکی کی شرکت جنگ کا التوا ہو جائے گا۔

ریاستوں کے الحاق کا مسودہ قانون

برطانی دارالعوام میں حکومت کا استدلال

ویسٹ منسٹر، یکم مارچ۔ دارالعوام میں آج ریاستوں کے الحاق کے مسودہ قانون کی دوسری خواندگی کی تحریک کرتے ہوئے انڈیا آفس کے پارلیمنٹری سکریٹری مسٹر ..... نے وہی استدلال کیا جو دارالامرا میں لارڈ ..... آف ..... نے کیا تھا۔ یہ مسودہ قانون کا پشاور اور گجرات سے متعلق ہے جہاں پر نظم و نسق کی ریاستوں کے ساتھ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور ٹکڑے واقع ہیں۔ مسٹر ..... نے کہا کہ اگر کوئی

تعلقدار ایجنسی کہ اس کے پاس اس کی رعایا کے حقوق پر آنچ آتی ہے تو اسے مرافعہ کا اختیار ہے گو اس سلسلے میں متعدد تجاویز پر غور کیا گیا۔ بتلایا گیا کہ آیا ان دونوں کو بڑی ریاستوں یا صوبوں کی شکل میں یکجا کیا جا سکتا ہے یا یہ کہ آیا انہیں برطانی ہند کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ لیکن جغرافیائی اور شاہد عمرانی اسباب کی بنا پر یہ دونوں تجاویز ناقابل عمل خیال کی گئیں۔ وائسرائے نے پچھلے سال جو حل تجویز کیا تھا وہ سب سے اچھا اور واحد قابل عمل حل تھا۔

مزدور جماعت کے رکن مسٹر سورنسن نے سوال کیا کہ آیا ان ریاستوں کے عوام نے الحاق کی خواہش ظاہر کی ہے۔ مسٹر وڈ ..... نے کہا کہ جب ظاہر القسم موجود ہو مثلاً ایمن حالات کو جب طبعی یا جنہوریت کی کمی ہو اس وقت حکومت کی یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی اگر وہ عوام کے مطالبہ کا انتظار کرے۔ اس لئے کہ عوام میں بہت سے لوگ اس بات سے ناواقف ہیں کہ اس قسم کی جمہوریت حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے کہ متعدد ریاستوں کو جو اختیارات حاصل ہوں گے وہ ایسے ہیں جن کو تعلقدار استعمال نہیں کر سکتے تھے اور جن کو انہوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔

مجلس تعلیمات کے صدر مسٹر آر اے بٹلر نے جوابی تقریر کی اور مسودہ قانون کی دوسری خواندگی بلا رائے شماری کے منظور ہو گئی۔ (روٹر)

سوویٹ روس میں اقوام مساوات اور آزادی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳ سے)

فاشسٹی حملہ آوروں کے خلاف جاری ہے سوویٹ باشندہ والی تمام یادہ اتحاد پیدا ہو گیا۔

سوویٹ روس کی فوجیں، یہ غیر متزلزل اتحاد اور قوت جو جرمن حملہ آوروں کے خلاف جنگ آزادی میں ہماری فتح کی ضمانت ہے۔ متحدہ اقوام کی کامیابی کے لئے سوویٹ روس کے باشندوں نے بڑی قربانیاں کی ہیں۔ سوویٹ .....

....راتب بندی کیوں؟

دولت مند ضرورت سے زائد غلہ خرید کر غریبوں کو ان کے اناج سے محروم کر سکتے ہیں۔ سرکار چاہتی ہے کہ ہر شخص کو غلہ ملے اس لئے راتب بندی ضروری ہے۔

جرمنی کا کچھ علاقہ پولستان کو دیا جائے گا

مسٹر ایڈن کا دارالعوام میں بیان

مسٹر ایڈن وزیر خارجہ نے دارالعوام میں جنگی مباحثہ ختم کرتے ہوئے مسٹر چرچل کے ان الفاظ پر زور دیا جو انھوں نے کل پولینڈ کی نسبت کہے تھے۔ مسٹر ایڈن نے مسٹر چرچل کا بیان دہرایا جس کا منشاء یہ تھا کہ مارشل اسٹالن اور مسٹر چرچل نے اس امر پر گفتگو کی اور اتفاق کیا کہ پولینڈ کو شمال اور مغرب میں جرمنی کے علاقے بطور معاوضہ منتقل ہونے کی ضرورت ہے۔ اور بیان کیا کہ میں قطعی طور پر کہتا ہوں کہ اس سے برطانوی حکومت کے موقف کی ترجمانی ہوتی ہے۔" مسٹر ایڈن نے اس موضوع پر مزید کچھ کہنا پسند نہیں کیا یہ کہا کہ "ہم اپنی حکمت و تنقید کرتے رہے ہیں کہ جس کا نتیجہ ہم حصول کر لیں ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہماری زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس سے ہمارا کام اس سے زیادہ دشوار ہو جائے جتنا کہ اس وقت ہے۔"

مسٹر ایڈن نے کہا کہ اب بھی اس کا خوف ہے کہ کہیں جنگ کے بعد برطانیہ کسی قسم کی قدیم متحدہ گروہ بندی نافذ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس ایوان سے یہ اعلان ہو جانا مناسب ہے کہ ہم کسی گروپ میں کوئی اہل الرائے شریک لینا نہیں چاہتے صاف طور پر یہ ذہن نشین نہیں کرتا کہ ہمیں اپنی قوت و طاقت کی مناسبت سے یورپ کے معاملات میں پورا حصہ لینا چاہئے۔ ماسکو اور طہران کے کام کا مقصد مفاہمت کا حصول اور مشترکہ پالیسی کی تلاش تھا۔ جس چیز سے ہمیں مدد ملی وہ یہ ہے کہ تینوں دول عظمیٰ اور چین کو اس آویزش کے خاتمہ کے بعد دیرپا امن کے استقرار سے بنیادی دلچسپی ہے۔

مسٹر ایڈن نے اس امر پر مسرت کا اظہار کیا کہ ممالک متحدہ امریکہ عالمی معاملات میں دلچسپی لے رہا ہے "خواہ ہم اس سے بحث کریں یا اختلاف کریں یہ بات نہایت قابل ترجیح ہے کہ ممالک متحدہ امریکہ ان امور سے دلچسپی رکھتا ہے اور ہمارے دوسرے بڑے شریک کار کو بھی مساوی دلچسپی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یورپ کے دیرپا امن کے لئے یہ مفید ہوگا کہ روس اس آویزش کے بعد اپنے امن میں واپس ہو جائے۔"

مسٹر ایڈن نے آگے چل کر یقین دلایا "ہم نے کسی دائرہ اثر سے اتفاق نہیں کیا اور ہم سے کسی دائرہ اثر سے اتفاق کرنے کی خواہش نہیں کی گئی۔ ہم سے کسی حدود سے اتفاق کرنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ ہم یورپ کے معاملات میں دلچسپی لینے کے لئے مطالبات [illegible] دائرہ اثر سے کسی نے اتفاق نہیں چاہا ہم چاہتے ہیں [illegible] کی کوشش کریں گے تاکہ یورپ اپنی جماعت اجتماعی دوبارہ حاصل کرے اور یورپ کی آزاد اقوام کو بھی انفرادی زندگی دوبارہ نصیب ہو جائے۔

مباحثہ میں اس سے قبل سابق وزیر جنگ مسٹر ہور بیلیشا نے کہا کہ یہ مستبد اور غیر منصفانہ ہوگا اگر پولستان کو اپنی مغربی سرحد کی حفاظت کی نگرانی سے محفوظ رکھنے میں مدد دینے کے بعد برطانیہ اپنے ذاتی ارادوں کے برعکس پولستان کو مشرق میں اپنے ملک کا ایک تہائی حصہ قربان کر دینے کے لئے مجبور کرے۔ یہ تجویز ہے کہ مشرقی پروشیا سے جرمن آبادی کے بیشتر حصہ کو منتقل کر دیا جائے تو اس سے یورپ میں ایک اور وجہ اشتعال پیدا ہو جائے گی۔

ترکی کی حکمت عملی میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے

لندن (ذریعہ برقی پرقیہ) لندن میں ایک طویل عرصہ سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ ترکی نے ۱۹۳۹ء کے معاہدہ کی دفعہ کے متعلق اپنی ذاتی تعبیر پیش کی ہے۔ اس معاہدہ کے مطابق برطانیہ اور ترکی نے بحر روم میں جنگ واقع ہونے کی صورت میں ایک دوسرے کو امداد دینے کا وعدہ کیا ہے ترکی اس معاہدہ کی اس طرح تعبیر کرتا ہے کہ برطانیہ اس کا پابند ہے کہ ترکی پر حملہ ہونے کی صورت میں فوراً اس کی امداد کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام فوجی اسلحہ بھی مہیا کرے جن کا ترکی مطالبہ کرے۔ لیکن ترکی پر ایسی کوئی پابندی عاید نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ کسی خطرہ کو دعوت دے سکے ترکی حکومت کو اختیار ہے کہ وہ تمام اختیاری امداد کے الفاظ کی کوئی تعبیر کرے برطانی حکومت نے ان حالات کو تسلیم کر لیا ہے جن کے تحت ترکی نے اپنی امداد کو محض اظہار خیرسگالی اور اسلحہ کے مطالبہ تک محدود رکھا ہے۔ ایک موقع پر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جنگ کی عام صورت حال میں کسی تبدیلی سے انقرہ میں بھی کوئی تبدیلی واقع ہوگی لیکن قاہرہ کی گفت و شنید اور برطانوی فوجی مشن اور ترکی کے وفد کی درمیانی بحث و مباحثہ کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی الوقت اس قسم کی تبدیلی کی کوئی توقع نہیں ہے۔

طیلسا نین عثمانیہ کی معاشی سرگرمیاں

حیدرآباد ۳۔ مارچ۔ انجمن طیلسانین عثمانیہ بہت جلد ایک زرعی انجمن کا افتتاح کرنے والی ہے جس کے زیر اہتمام ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو زراعت کے شریف پیشہ کی طرف راغب کرنے کا سامان کیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ انجمن زراعت پر تحقیقاتی کام کا بھی انتظام کرے گی اور ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع میں نو آبادیاتی مرزعہ کی اسکیم سے نہ صرف تعلیم یافتہ اصحاب استفادہ کر سکیں گے بلکہ مزارعین کو بھی عموماً فائدہ پہنچے گا۔ اس زرعی انجمن کو انجمن ہائے امداد باہمی کے قوانین کے تحت سرکار میں رجسٹر کرا لیا جائے گا۔

مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجینیر سرکار عالی نے جو معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کی مجالس عاملہ کے بھی رکن ہیں ایک اسکیم پیش کی ہے جس میں گھریلو صنعتوں اور صنعتوں دستی پارچہ بافی جو تے بنانے بادلیاں بھو سے اور دیگر کاموں کے لئے آسان فنی وسائل پیش کئے گئے ہیں حکومت میں اس اسکیم کے مسودہ کے پیش کرنے سے پہلے معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کے مشترکہ اجلاس میں اس پر بحث کی جائے گی۔ (ا۔پ)

نئے اوزان کے سکے

حیدرآباد ۲۹ فروری۔ سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی کا ایک اعلان مظہر ہے کہ:۔

" قانون سکہ جات سرکار عالی نشان (۳) بابتہ ۱۳۳۲ف سرکار عظمت مدار کے قانون بابتہ ۱۹۰۶ء پر مبنی ہے اور سکہ جات کی ترکیب اور اوزان اسی تناسب سے قائم کئے گئے ہیں جو برٹش انڈیا کے نقرئی سکہ جات میں اختیار کئے گئے ہیں۔

سرکار عظمت مدار نے اپنے سکہ جات کے ٹکنیک و ترکیب میں جو رد و بدل کیا ہے اس کے لحاظ سے کلدار سکہ میں نصف خالص چاندی اور نصف کھوٹ رکھی گئی ہے۔ چنانچہ اسی تناسب سے سرکار عالی کے سکہ جات خورد چونی اور دوانی کی ٹکنیک عمل میں لائی گئی ہے۔ جن کی پشت پر بغرض امتیاز بجائے الفاظ چہارآنہ اور دو آنہ ہندسوں میں ۴ و ۲ اور مقرر منقوش کیا گیا ہے اور جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے ان کی ڈھلائی بھی عمل میں آ چکی ہے۔

اب سرکار عالی کی جانب سے جدید سکہ خورد اٹھنی کی ٹکنیک مذکورہ صدر تناسب کے ساتھ عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اور سابقہ سکہ جات خورد او جدید سکوں میں امتیاز پیدا کرنے کی غرض سے ان کی پشت پر الفاظ میں "آٹھ" کے بجائے ہندسوں میں ۸ مرکوز کیا جا رہا ہے۔ نیز سکہ عثمانیہ جدیدہ کی طرح اس کی کور بھی نمایاں طور پر ابھری ہوئی ہوگی۔ جس کی اجرائی سکیم اردی بہشت ۱۳۴۹ف سے عمل میں آئے گی اور سکہ جات خورد قدیم کی واپسی کی نسبت مزید اعلان متعاقب اجرا کیا جائے گا۔

مجلہ طیلسانین

حیدرآباد دکن کا سہ ماہی رسالہ

اخبار صبح حیدرآباد کی رائے ہے:۔

" یہ رسالہ بلند معیار پر پہونچ گیا ہے یہ رسالہ بہترین معاشی معاشرتی علمی اور تاریخی مضامین پیش کرتا ہے۔ اس میں جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر لکچرار اور طیلسانین وغیرہ کے اچھے اور قابل مطالعہ مضامین طبع ہوتے ہیں۔"

ہماری زبان دہلی کی رائے:۔

" بہت کم اس نوعیت کے رسالے اس ظاہری و معنوی شان کے دیکھنے میں آئے ہیں اس کا نمبر اس رسالہ کا حصہ ہے واقفیت اور تحقیق سے مالا مال مقالے۔"

دبینت افروز ہیں۔

انگریزی رسالہ ہندوستان ریویو پٹنہ کی رائے:۔

" یہ رسالہ اردو کا ایک قیمتی اور معیاری رسالہ ہے اس حصہ معاشیات ساری اردو صحافت میں اپنی نوعیت کا واحد نمونہ ہے مضامین میں نہ صرف اچھے خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ بلکہ خود پڑھنے والوں میں بھی نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔"

وائسرائے کی تقریر اور اس کا ردعمل

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

تعاون نہ ہو اس ملک کا مستقبل یقینی نہیں۔ ہندوستانیوں کو لارڈ ولیان کا یہ مشورہ ہے اپنے مسئلوں کو پھوڑ دو۔ یہ اشارہ بہت برطانوی امداد اور رہبری کی طرف ہے اور مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ جغرافیہ اور تاریخ کے حق کو فراموش نہ کرو۔ نتائج میں کانگریسی لیڈروں کی باتا سے مسلم پر غور کرنے تیار نہیں تا وقتیکہ انہیں اس امر کا اطمینان بخش ثبوت فراہم کیا جائے کہ عدم تعاون اور ترک کی وہ پالیسی ترک کر دی گئی جو قرار داد اگست میں ظاہر تھی جب تک کہ نہیں کی پیش کش کی بنیاد پر مسائل جنگ میں اشتراک عمل کی آمادگی ظاہر کی جائے۔

آخر میں لارڈ ولیان نے کہا کہ وہ ایک متحدہ جماعت کی جانب دستوری مسائل کی جانچ کا خیر مقدم کریں گے۔ یہ امر بالکل غیر واضح ہے "متحدہ جماعت" سے کیا مراد ہے! اس سے ارکان کو ...

اعلان

محکمہ کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

نشان (۱) ایس — مورخہ ۸ر فروری سنہ ۱۳۵۳ ف

ذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ بہ نفاذ ان اختیارات کے جو کنٹرولر شکر کو حاصل ہیں کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ ۹ر اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف سے شکر یا شکر سے بنی ہوئی اشیاء کی خرید و فروخت یا تقسیم کا کام انجام دے سوائے اس کے کہ اس نے اس کی نسبت قبل از قبل بلدہ کی حد سکنہ اور اس میں لنگر کوٹھی مبارک سے چاروں طرف دس میل کا رقبہ شامل ہوگا کنٹرولر شکر (کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی) کی اور اضلاع کے لئے اول تعلقدار ضلع کی باضابطہ اجازت نہ حاصل کر لی ہو۔ اس کے لئے درخواستیں کنٹرولر شکر اور اول تعلقدار صاحبان کے پاس ۳۰ر اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف تک حسب ذیل نمونہ پر پیش فرمائی جائیں فقط

سر دستخط

منجانب کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

درخواست اجازت برائے خرید و فروخت

تقسیم شکر

نام درخواست گذار .... ولدیت ....

ساکن ....

مقام جہاں کاروبار خرید و فروخت کرنا مقصود ہو۔

آیا دوکان یا کاروبار خود درخواست گذار کی ہے یا بہ شراکت اشخاص دیگر ہے ....

دوکان یا کاروبار کب سے قائم ہے۔

کاروبار کی ماہانہ مقدار (مالیت کے بموجب)

نام و مقام دوکاندار جہاں سے شکر حاصل کی جاتی ہے۔

دستخط درخواست گذار

اعلان

محکمہ کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

نشان (۳) ایس — مورخہ ۸ر فروری سنہ ۱۳۵۳ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو فقرہ (الف) و فقرہ (۸) حکم نگرانی شکر نشان (۱) بابتہ سنہ ۱۳۵۳ ف کے تحت مجھے حاصل ہیں ذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۰ر اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف کے بعد شکر یا شکر سے بنی ہوئی اشیاء جس میں گڑ، بورہ، شکر یا مصری ہوئی شکر داخل ہیں مالک محروسہ سے باہر برآمد نہ کی جا سکیں گی فقط

سر دستخط

منجانب کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

اعلان

محکمہ کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

نشان (۴) ایس — مورخہ ۸ر فروری سنہ ۱۳۵۳ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو حکم نگرانی شکر نشان (۱) بابتہ سنہ ۱۳۵۳ ف مطبوعہ جریدہ اعلامیہ نمبر (۳) مورخہ ۲۹ر آذر سنہ ۱۳۵۳ ف مجھے بہ حیثیت کنٹرولر شکر حاصل ہیں ذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ تمام وہ اشخاص جو حکم مذکور کے دفعہ (۲) ذیلی فقرہ (۱) کے تحت شکر یا شکر سے بنی ہوئی اشیاء تیار کرتے ہیں وہ قانون مذکور کے فقرہ بموجب اجازت نامہ کے لئے درخواست کنٹرولر شکر (کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی) کے پاس ۱۰ر اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف تک پیش فرما دیں فقط

سر دستخط

منجانب کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

اعلان

محکمہ کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

نشان (۵) ایس — مورخہ ۸ر فروری سنہ ۱۳۵۳ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو بموجب دفعہ (۳) حکم نگرانی شکر نشان (۱) بابتہ سنہ ۱۳۵۳ ف مجھے حاصل ہیں بہ نسبت فقرہ (۳) قانون مذکور ذریعہ ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ ۱۰ر اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف کے بعد کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ شکر سے مصری یا بورے کی شکر بنائے یا اس کو اس طرح پیسے یا اس میں کوئی ایسی اشیاء ملائے جس سے اس کی وہ ہیئت جو کارخانہ شکر سے نکلتے وقت تھی ذرہ بدل جائے الا اس کے کہ اس کی نسبت کنٹرولر شکر (کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی) سے اس کی اجازت حاصل کر لی گئی ہو فقط

سر دستخط

منجانب کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

اجازت نامہ برائے منتقلی شکر بموجب فقرہ (۳) اعلان نشان (۱) مجریہ دفتر کنٹرولر شکر بابتہ سنہ ۱۳۵۳ ف

ذریعہ ہذا مسمی .... ولد .... ساکن .... کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ تواریخ مندرجہ ذیل کے درمیان شہر .... سے .... کو .... سیر شکر منتقل کرے جس کو ماجازت یافتہ بیوپاری ہے جس کا نشان اجازت نامہ .... ہے۔ فقط

دستخط اجازت نامہ دہندہ

نام اجازت نامہ دہندہ .... عہدہ و ولدیت .... سکونت ....

نشان اجازت نامہ .... اجازت نامہ دہندہ ....

اعلان

محکمہ کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

نشان (۶) ایس — مورخہ ۸ر فروری سنہ ۱۳۵۳ ف

بمطابقت فقرہ (۹) حکم نگرانی شکر نشان (۱) بابتہ سنہ ۱۳۵۳ ف ذریعہ ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ ۱۰ر اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف کے بعد کوئی شکر ذریعہ ریلوے یا سڑک یا ندی ایک شہر یا قصبہ سے کسی اور شہر یا قصبہ کو منتقل کرنے کی غرض سے سپرد کرے سوائے اس کے کہ اس کی نسبت قبل از قبل کنٹرولر شکر (کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی) سے اجازت نامہ نہ حاصل کر لیا گیا ہو۔

(۱) یہ پابندی بر بناء شوگر فیکٹری سے اس وقت متعلق نہ ہوگی جب شکر کی منتقلی اس کوٹہ کے بموجب ہو جو مختلف مقامات کے لئے بمشورہ کمیٹی کنٹرولر شکر نے مقرر کی ہو اور شکر اس مقام کے کسی منظورہ بیوپاری کے نام روانہ کی جا رہی ہو۔

(۲) اس ممانعت کا اطلاق اس شکر پر بھی نہ ہوگا جو کسی منظورہ بیوپاری کی جانب سے کسی دوسرے مقام کے منظورہ بیوپاری یا خود منظورہ بیوپاری کی ذیلی دفتر یا شاخ پر عمل میں آتی ہو بشرطیکہ یہ اس مقررہ مقدار کے بموجب ہو جو اس مقام کے لئے جہاں منتقل عمل میں آ رہی ہے بطور کوٹہ کنٹرولر شکر نے مقرر کی ہو اور بشرطیکہ اس عمل کی نسبت عام طور سے کنٹرولر شکر کی اجازت حاصل کر لی گئی ہو۔

توضیح۔ عام طور سے اجازت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر بعض مقامات پر شکر بالراست منجانب فیکٹری کے روانہ نہیں کی جاتی ہے بلکہ کسی منظورہ بیوپاری کے ذریعہ روانہ کی جاتی ہے تو اس عمل کی عام طور سے ایک دفعہ توثیق کروا لینا ضروری ہوگا لیکن بہر صورت کوٹہ اور اطلاع دہی کی پابندی لازمی ہوگی۔

(۳) ان مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں بھی شوگر فیکٹری اور منظورہ بیوپاری پر لازم ہوگا کہ اس شکر کی نسبت نمونہ مقررہ پر جو دفتر کنٹرولر آر۔ پی سے تجویز کیا گیا ہے اجازت نامہ اجرا کریں جو شکر کی منتقل شدہ مقدار کے ہمراہ رہے گا یا بغرض منتقلی سپردگی کے وقت پیش کرنا ہوگا۔

سر دستخط

منجانب کنٹرولر آر۔ پی و راتب بندی

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن عثمانیہ دفتر حکمت سے شائع ہوا۔